کب سے محفلیں منعقد ہو رہی ہیں؟ ـــــ کون بتائے، کس سے پوچھیں ـــــ کسی کو نہیں معلوم ـــــ ظہورِ قدسی سے لاکھوں سال پہلے ایک محفل سجائی گئی، کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء نے شرکت فرمائی، ربِ کریم نے خطاب فرمایا اور اُس آنے والے کا ذکر فرمایا جس کے آنے کے بعد نہ صرف اُمتیوں پر بلکہ نبیوں پر بھی دل دینا اور جان فدا کرنا فرض قرار پایا ـــــ قرآن کریم کھولیے اور اس مقدس محفل کا حال پڑھیے اور پڑھتے ہی جائیے، سُنیئے، سُنیئے یہ کیسی آواز آرہی ہے:

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے اُن کا عہد لیا، "جو میں تم کو کتاب حکمت دُوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسُول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا" ـــــ فرمایا ـــــ "کیوں تم نے اقرار کیا؟ اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟" ـــــ سب نے عرض کی ـــــ "ہم نے اقرار کیا" ـــــ فرمایا ـــــ "گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں"۔ [1]

---

[1] قرآنِ حکیم، سورۂ آلِ عمران، ۸۱

عقل یہ کہتی ہے کہ جب یہ عظیم الشان پیمانِ محبت باندھا گیا اور آپ کی آمد آمد اور ولادت و بعثت کا ذکر کیا گیا تو یقیناً اُس جہاں سے اِس جہاں میں آکر ہر نبی نے اپنی اپنی اُمت سے یہ عہد لیا ہوگا، اس آنے والے کا چرچا کیا ہوگا ـــــ اس کا ذکر ولادت کیا ہوگا ـــــ بار بار کیا ہوگا ـــــ ہر شہر میں، ہر کوچے میں، ہر گلی میں، ہر مکان میں ـــــ کم از کم ایک محفل تو سجائی ہوگی ـــــ پھر بھی کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار محفلیں سجی ہوں گی ـــــ جب اُس آنے والے کا اتنا چرچا ہُوا تو اس کو سارے عالم میں جانا پہچانا ہونا چاہیئے ـــــ ہاں، کیوں نہیں! ـــــ آنے سے پہلے ہی سب اس کو جانتے تھے اور خُوب جانتے تھے ـــــ وہ آنے والا آنے سے پہلے ایسا جانا پہچانا ہوگیا جیسے باپ کے لیے بیٹے جانے پہچانے ہوتے ہیں ـــــ سُنیے سُنیے قرآن حکیم کیا فرما رہا ہے:

> جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے اور بے شک اُن میں ایک گروہ جان بوجھ کر حق چھپاتا ہے۔[1]

سورۂ انعام میں بھی یہی فرمایا:

> جن کو ہم نے کتاب دی اس نبی کو پہچانتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں، جنہوں نے اپنی جان نقصان میں ڈالی وہ ایمان نہیں لاتے۔[2]

تو جب اس کی یاد دلوں میں بس گئی اور روحوں میں سما گئی تو یقیناً ہر زبان پر اُسی کا ذکر ہوگا، اس کو اپنی مصیبتوں میں وسیلہ بناتے ہوں گے ـــــ اُسی کو اپنا سہارا سمجھتے ہوں گے ـــــ قرآن حکیم سے اس محبت و وارفتگی کا

---

[1] قرآن حکیم، سورۂ بقرہ، ۱۴۶ [2] قرآن حکیم، سورۂ انعام، ۲۰

حال پوچھیے، سُنیے سُنیے وہ کیا فرما رہا ہے :۔

اور اس سے پہلے وہ (یہودی) اس نبی کے وسیلے سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا، اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر[1]

ہاں، کیوں نہ ہاتھ پھیلاتے، کیوں نہ دُعائیں مانگتے کہ شب و روز اس کے ذکر و اذکار سے فضائیں گونج رہی تھیں، محفلیں سج رہی تھیں، آخری محفل کا حال تو قرآن حکیم میں بھی بیان کیا گیا ہے ــــ محفل سجی ہے، ہزاروں مسلمان جمع ہیں، ایک اہم اعلان ہونے والا ہے، سب منتظر ہیں، سب گوش بر آواز ہیں ــــ سُنیے سُنیے، قرآن حکیم میں یہ کیا آواز آرہی ہے :

اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا، اے بنی اسرائیل! مَیں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہُوا اور اُن رسُول کی بشارت سُناتا ہُوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے، اُن کا نام احمد ہے، پھر جب احمد اُن کے پاس روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے، بولے یہ کُھلا جادو ہے۔[2]

حضرت عیسیٰ علیٰ نبیّنا و علیہ السلام نے آنے والے کی آمد آمد کی خوشخبری بھی سُنائی اور خوشی منانے کا سلیقہ بھی سکھایا ــــ اپنے چاہنے والوں کے لیے ربِّ کریم کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلائے اور دُعا کی، اے زمین پر کھلانے والے آسمان سے بھی ہم کو کچھ عطا فرما ــــ قرآن حکیم میں یہ سارا واقعہ بیان کیا گیا ہے، سُنیے اور اس واقعہ سے خوشی منانے کا سلیقہ سیکھئے ــــ

جب حواریوں نے کہا، اے عیسیٰ بن مریم! کیا آپ کا رب ایسا کرے گا کہ ہم پر آسمان سے ایک خوان اُتارے، کہا ــــ اللہ سے ڈرو

---

[1] قرآن حکیم، سورۂ بقرہ : ۸۹ [2] قرآن حکیم، سورۂ صف : ۶

اگر ایمان رکھتے ہو"۔۔۔ بولے۔۔۔ "ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل ٹھہریں اور ہم آنکھوں دیکھ لیں کہ آپ نے ہم سے سچ فرمایا اور ہم اس پر گواہ ہو جائیں"۔۔۔ عیسیٰ بن مریم نے عرض کی۔۔۔ "اے اللہ! اے رب ہمارے! ہم پر آسمان سے ایک خوان اُتار کہ وہ ہمارے لیے عید ہو، ہمارے اگلوں اور پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے"۔۔۔ اللہ نے فرمایا۔۔۔ کہ "میں اسے تم پر اُتارتا ہوں" [1] الآیہ

غور فرمائیں خوانِ نعمت اُترے تو حال اور مستقبل والوں کے لیے عید ہو اور جانِ نعمت اُترے تو پھر ماضی و حال اور مستقبل والوں کے لیے کیوں عید نہ ہو؟۔۔۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس رمز جنت کو سمجھنے کی کوشش کیجیے ۔۔۔ عید منانے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کی نعمت کا شکر ادا کیا جائے اور ایک آن نعمت کو نہ بھلایا جائے اور اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ کو نہ بھلایا جائے کیونکہ نعمت کو یاد کرنے سے منعم یاد آتا ہے، یہی ہر انسان کی نفسیات ہے۔۔۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے نعمتوں کو یاد کرنے کی بار بار ہدایت فرمائی ہے [2]۔۔۔ پھر جانِ نعمت کو یاد کرنا اور بھی ضروری ہوا۔۔۔ یہ یاد کرنا رب کریم کی سنت ہے، نبیوں کی سنت ہے، فرشتوں کی سنت ہے، نیک مسلمانوں کی سنت ہے ۔۔۔ رب کریم خود فرما رہا ہے ۔۔۔ ہم بار بار سنتے ہیں، نہ معلوم غور کیوں نہیں کرتے ۔۔۔ سنیے سنیے، غور سے سنیے:

---

[1] قرآنِ حکیم، سورۂ مائدہ: ۱۱۲ ۱۱۵

[2] قرآنِ حکیم، سورۂ مائدہ: ۱۱؛ سورۂ آل عمران: ۱۰۳؛ سورۂ اعراف: ۷۴؛ سورۂ فاطر: ۳ وغیرہ وغیرہ

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی پر، اے
ایمان والو! ان پر دُرود اور خوب سلام بھیجو ـــــ بے شک جو ایذا
دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو اُن پر اللہ کی لعنت دُنیا و آخرت
میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے[1] ـــــ

جو درود و سلام کے لیے تیار نہیں اُن کو وعید سنائی جا رہی ہے اور جو درود و سلام کے لیے تیار اور مستعد ہیں ان کو یہ خوشخبری سنائی جا رہی ہے ـــــ

وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے کہ تمہیں
اندھیروں سے اُجالے کی طرف نکالے اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے[2]

آپ نے ملاحظہ فرمایا ربّ کریم، محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یاد کرنے والوں پر بھی درود بھیج رہا ہے اور اس کے اَن گنت فرشتے بھی درود بھیج رہے ہیں ـــــ دانا انسان کے لیے تو اشارہ ہی کافی ہے ـــــ

ہر محبت کرنے والا اپنے محبوب کو یاد کرنے میں اور اس کا ذکر سُننے میں سرور و سکون محسوس کرتا ہے، ذکر کرنے والوں سے محبت کرنے لگتا ہے، یہ عشق و محبت کی فطرت ہے ـــــ جو اس کے خلاف کرے وہ سب کچھ ہو سکتا ہے مگر عاشق نہیں ہو سکتا ـــــ دل یہی کہتا ہے، عقل یہی کہتی ہے ـــــ

تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کے لیے محبت شرط اول ہے ـــــ یہ اللہ فرما رہا ہے، یہ خالق و مالک فرما رہا ہے ـــــ کس کی مجال کہ سرتابی کرے، کس کی جرأت کہ سرکشی پر کمر باندھے ـــ سُنیے، سُنیے کیا فرما رہا ہے؟

آپ فرما دیجئے اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے
بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے

---

[1] قرآن حکیم، سورۂ احزاب: ۵۶ ـ ۵۷

[2] قرآن حکیم، سورۂ احزاب: ۴۳

مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان ــــ یہ چیزیں اللہ اور اُس کے رسول اور اُس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے [1] ــــ

دُنیا میں جو چیزیں دل کو کھینچتی ہیں سب ہی تو بیان فرما دیں، ہاں، اللہ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی خاطر ان سب سے دل ہٹانا ہوگا ــــ سب کو بُھلا کر انھیں کو یاد کرنا ہوگا ــــ کیا عشق و محبت کی تاریخ میں کسی نے کہیں یہ پڑھا ہے کہ کسی عاشق نے اپنے محبوب کو نہ خود یاد کیا ہو اور نہ کسی کو یاد کرنے دیا ہو؟ ــــ ہم نے تو کہیں نہیں پڑھا ــــ کہ محبوب کا ذکر سن کر عاشق منہ بسورنے لگے، ناک بھوں چڑھانے لگے، نتھنے پُھلانے لگے، غیض و غضب کے عالم میں محبوب کے ذکر کی محفل سے بُڑبُڑاتا چلا جائے ــــ یہ بات تو بہت ہی عجیب ہے۔

اللہ نے انبیاء کی سنت پر عمل کرنے کا حکم دیا، اللہ نے نیک مسلمانوں کی سنت پر عمل کرنے کا حکم دیا، اللہ نے فرشتوں کی سنت پر عمل کرنے کا حکم دیا ــــ کسی جگہ بھی کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ کی رسموں اور عادتوں کو اپنانے کا حکم نہیں دیا ــــ مگر ہم نے سرکشی پر کمر باندھی ہے ــــ ہر حکم کو ٹالا ہے اور اپنے نفس کے ہر حکم کو مانا ہے ــــ کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ کی بے شمار رسمیں اور عادتیں ہم نے اپنا لی ہیں ــــ اپنانے والے، اس عجیب و غریب طرزِ عمل پر تنقید کرنے والوں سے بھی بیزار نظر آنے لگے ــــ ان تمام برائیوں کے باوجود اپنی ضد پر قائم ہیں، یہود و نصاریٰ کی رسموں کو عام کر رہے ہیں، صلحائے اُمت کی سنتوں پر پابندیاں لگا رہے ہیں ــــ کوئی معقول بات

---

[1] قرآن حکیم، سورۂ توبہ : ۲۴

سُننے کے لیے تیار نہیں ـــــ کیا ایمان کا یہی تقاضا ہے ؟ ـــــ نہیں نہیں ایمان کا تقاضا تو یہ ہے کہ اللہ کا حکم مانا جائے ـــــ تو حکم یہ ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر آن یاد کیے جائیے ، دُرود و سلام پڑھے جائیے ، فرشتوں کی طرح ، نیک مسلمانوں کی طرح کھڑے بیٹھے جس طرح بھی ممکن ہو پڑھے جائیے ـــــ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اسلام دشمنی میں دشمنانِ اسلام کا ساتھ نہ دیں ـــــ ہم محبتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سینے سے لگا کر رکھیں ، یہی وہ دولت ہے جس کو ساری دُنیا کے لوٹنے والے لُوٹنے کی فکر میں ہیں ، اس دولت کو لُٹنے نہ دیں ، اس کی دل و جان سے حفاظت کریں ۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو ۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وازواجہ واصحابہ وسلم ۔

احقر محمد مسعود احمد

۱۵ شوال المکرم ۱۴۱۷ھ

۲۲ فروری ۱۹۹۷ء

۲/۱۷ ، سی ۔ پی ۔ ای ۔ سی ۔ ایچ سوسائٹی
کراچی ۔ ۷۵۴۰۰ (سندھ ، پاکستان)

ادارۂ مسعودیہ
۲/۶ ، ۵ ۔ ای ، ناظم آباد کراچی (سندھ)
اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء